گناہ اور توبہ

نام کتاب : گناہ اور توبہ

ترتیب و پیشکش : ایسوسی ایشن آف امام مہدی علیہ السلام

سنہ طباعت : ذی القعدہ ۱۴۳۷ھ، اگست ۲۰۱۶ء

مطبوعہ : غزل انٹرپرائزز، ممبئی

ایسوسی ایشن آف امام مہدی علیہ السلام

پوسٹ باکس نمبر ۱۹۸۲۲، ممبئی ۴۰۰۰۵۰۔

بسمہ تعالیٰ وبذکر ولیہ

فہرست

گناہ اور توبہ ۵

ہماری حقیقت ۵

انسان اور حیوان میں فرق ۶

روح باقی رہتی ہے ۷

شیطانی راستے ۱۰

نسل جدید کی جدید عادتیں ۱۱

علاج ۱۲

گناہ کے اثرات ۱۲

کثرت گناہ ۱۷

قبولیت دعا ۲۵

گناہ کو ہلکا سمجھنا ۲۷

ملاقات امام سے محرومی ۲۸

توبہ ۳۱

گناہ اور توبہ

ہماری حقیقت

انسان کی حقیقت یعنی ہماری اور آپ کی حقیقت یہ ظاہری جسم اور یہ شکل وصورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس ظاہری جسم اور شکل وصورت کی بنا پر انسان کو بقیہ دوسری مخلوقات پر فضیلت و برتری حاصل ہے اس دنیا میں ایسے بھی پرندے ہیں جو ظاہری شکل وصورت میں نہایت حسین ہیں ان میں رنگ آمیزی واقعاً حیرت انگیز ہے۔ انسان کی حقیقت اس کی روح اس کا نفس اور قلب ہے۔ وہ دل وقلب نہیں جو دھڑکتا ہے بلکہ وہ دل وقلب جو تمام عقائد، افکار وخیالات کا مرکز ہے جو رئیس اور امیر البدن ہے بدن کے سارے اعضاء وجوارح، جس کے حکم کے نہیں بلکہ ارادے کے پابند ہیں۔ اعضاء وجوارح تو بس آلات وادوات ہیں اصل تو دل وقلب ہے جہاں سے احکام صادر ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے اسی قلب کے بارے میں فرمایا:

لَهُمۡ قُلُوۡبٌ یَّعۡقِلُوۡنَ بِهَاۤ [1]

ان کے پاس دل ہے جس سے سمجھتے ہیں۔

اس دل وقلب ونفس کو خدا نے نہایت سادہ اور صاف پیدا کیا ہے۔اس میں اس قدر صلاحیت اور استعداد ہے اگر ترقی کرے تو فرشتوں سے آگے نکل جائے اور تنزلی پر آجائے تو جانوروں سے بھی پست تر ہو جائے۔

انسان اور حیوان میں فرق

جانوروں اور انسان میں ایک بنیادی فرق یہ ہے۔خدا نے جانوروں کو جس طرح بنا دیا ہے بس وہ اسی طرح ہیں وہ اپنے طرز و انداز زندگی کے طریقے میں بھی ذرا بھی تبدیلی نہیں کر سکتے ہیں انسان وہ واحد مخلوق ہے جو ہر طرح کی تبدیلی کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ انسانی دنیا روز بروز بدلتی رہتی ہے اور جانوروں کی دنیا اپنی جگہ برقرار ہے۔

بات صرف اس دنیا میں منحصر نہیں ہے بلکہ اس دنیا کہ بعد کے سارے مراحل بس انسانوں سے مخصوص ہیں حشر نشر حساب کتاب، جنت، جہنم......بلکہ موت ملک الموت موت کے انداز، قبض روح کے طریقے، قبر، فشار قبر، وسعت قبر، برزخ یہ تمام مراحل حضرت انسان سے مخصوص ہیں۔ ان تمام مراحل میں دونوں طرف کا سلسلہ لامتناہی ہے۔اگر نعمتیں ہیں تو اس

---

[1] سورۂ حج (۲۲): آیت ۴۶

قدر ہیں کہ انسان سوچ نہیں سکتا کہ کیا کیا ملے گا۔اور کس قدر ملے گا۔اور اگر عذاب ہے تو اس قدر شدید ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے اور یہ دونوں ہی چیزیں انسان یعنی ہمارے لئے ہیں۔ہوتا کچھ اس طرح ہے کہ جب اس طرح کی باتیں ہوتی ہیں تو ہم خود کو مخاطب قرار نہیں دیتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں یہ سب باتیں دوسروں سے متعلق ہیں ان باتوں کا ہم سے کچھ لینا دینا نہیں ہے اور ہر شخص یہی خیال کرتا ہے اس بنا پر کوئی بھی خود کو ذمہ دار نہیں سمجھتا ہے جبکہ حقیقت ہے صرف اور صرف ہم اس کے مخاطبین میں ہیں۔اور خود ہماری ذمہ داری ہے۔

روح باقی رہتی ہے

انسان کی حقیقت اس کی روح ہے بدن تو موت کے بعد فنا ہو جاتا ہے لیکن روح باقی رہتی ہے۔روح کی خود کوئی شکل نہیں ہے ہمارے عقائد و اعمال آداب و اخلاق ہماری عادتیں اس کو حسین و خوبصورت یا بدشکل و بد صورت بناتی ہیں۔

اگر ہماری کوئی قیمتی چیز ہو تو تو ہم اس کی حفاظت کرتے ہیں راتوں کو گھر کے دروازے باقاعدہ بند کر کے سوتے ہیں اطمینان کرنے کے لئے کئی مرتبہ چیک کرتے ہیں۔کہیں رات کو کوئی چور نہ آجائے۔کتنے لوگ ہیں جن کے گھر میں ایک مرتبہ بھی چوری نہیں ہوئی ہے مگر پھر بھی گھر کی حفاظت کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔کہیں چور نہ آجائے۔کوئی بھی شخص اپنے گھروں

کے دروازوں کو کھلا نہیں چھوڑتا ہے۔ چوری کے احتمال سے حفاظت کرتے ہیں۔ ہر شخص اس حفاظت کی تعریف کرتا ہے۔ ذرہ برابر کوتاہی کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

لیکن ہم اپنی روح و نفس کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے ہیں۔ شیطانی حملوں کے لئے تمام دروازے کھول دیتے ہیں اور شیطان کو پوری طرح حملہ کرنے کا موقع دے دیتے ہیں۔ قرآن کریم صاف صاف اعلان کر رہا ہے۔

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ [۱]

یقیناً شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

وہ خود اعلان کر رہا ہے کہ میں ہر طرف سے تم پر حملہ کروں گا۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ [۲]

’میں ہر طرف سے ان کو گمراہ کروں گا سامنے سے پیچھے سے، داہنی طرف سے، بائیں طرف سے۔ خدایا تو اکثر کو شکر گذار نہیں پائیگا۔

یعنی اکثریت تیری نعمتوں کو صحیح جگہوں پر استعمال نہیں کرے گی۔

جب خداوند عالم نے جناب آدم علیہ السلام کو شیطان پر برتری و فضیلت دی اور

---

۱ سورۂ زخرف (۴۳): آیت ۶۲

۲ سورۂ اعراف (۷): آیت ۱۷

شیطان کو حکم دیا کہ وہ جناب آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے۔اس وقت شیطان نے خدا سے کہا:

یہ جو تو نے آدم کو مجھ پر برتری اور فضیلت دی ہے اگر تو قیامت تک مجھے مہلت دے دے تو میں ان کی تمام اولاد کو اپنے جال میں گرفتار کروں گا سب کو ہلاک کر دوں گا۔بس بعض ہی محفوظ رہیں گے۔

خدا نے شیطان سے کہا: ''جا۔آدم کی ذریت میں جو بھی تیری پیروی کرے گا ان کو تیرے ساتھ جہنم میں پورا پورا عذاب دوں گا۔''

''جا اور تیرے بس میں جو وہ کر ڈال۔اپنے پیادہ اور سوار سپاہیوں سے ان پر حملہ کر ان کے مال اور اولاد میں شریک ہو ان کو جھوٹے جھوٹے وعدے دے۔اور شیطان کے تمام وعدے فریب اور دھوکہ ہیں۔ہاں! جان لے میرے خالص بندوں پر تیرا کوئی قابو نہیں ہے خدا ان کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔''[۱]

اس کے علاوہ شیطان نے یہ بھی قسم کھائی ہے۔

میں تیری صراط مستقیم پر جم کر بیٹھوں گا۔[۲]

---

۱ سورۂ بنی اسرائیل (۱۷): آیات ۶۲ - ۶۵

۲ سورۂ اعراف (۷): آیت ۱۶

شیطان نے ہم پر ہر طرف سے حملہ کرنے کا باقاعدہ اعلان کر دیا ہے۔ اب اس صورت میں ہمیں اپنی حفاظت کا انتظام کرنا چاہیے یا نہیں؟ ہم اپنے دل و روح، قلب، فکر...... کے تمام دروازے کھلے رکھیں اور شیطان کو حملہ کرنے کی کھلی آزادی دے دیں۔ یا ان پر پہرہ دار بٹھائیں؟ کیا کریں؟ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ شیطان کی پیروی کا انجام ہلاکت کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔

شیطانی راستے

شیطان کے نفوذ کا بہترین راستہ برائیوں کو سجا کر پیش کرنا ہے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ [1]

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴿۴۳﴾ [2]

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ [3]

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا [4]

ان آیتوں پر غور کریں ہر آیت میں یہی بات بیان کی جا رہی ہے کہ شیطان نے ان کے برے اعمال کو ان کے سامنے اچھا بنا کر پیش کیا۔ یعنی

۱۔ سورۂ عنکبوت (۲۹): آیت ۳۸

۲۔ سورۂ انعام (۶): آیت ۴۳

۳۔ سورۂ انفال (۸): آیت ۴۸

۴۔ سورۂ فاطر (۳۵): آیت ۸

شیطان کا ایک کام یہ ہے کہ وہ برائیوں کو اچھائیوں کا لباس پہنا کر اس طرح پیش کرتا ہے انسان اس پر عمل کرنے لگتا ہے۔

شیطان کا ایک کام یہ ہے کہ وہ گناہوں کو اس قدر لذیذ بنا کر پیش کرتا ہے اور اس قدر سجاتا ہے انسان اس کے ارتکاب پر شرمندگی کے بجائے فخر محسوس کرتا ہے۔ بے حیائی کو شیطان نے اس قدر سجایا اس قدر زینت دی کہ سوسائٹی میں وہ لوگ زیادہ احترام سے دیکھے جاتے ہیں جو زیادہ بے حیائی سے پیش آتے ہیں انھیں کو انعام واکرام سے نوازہ جاتا ہے حیادار لوگوں کو دقیانوس اور پچھڑا سمجھا جاتا ہے۔

نسل جدید کی جدید عادتیں

شیطان گناہوں کو سجا کر پیش کرتا ہے جب انسان گناہوں کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کو تقویٰ و پرہیز گاری میں لذت محسوس نہیں ہوتی ہے۔ شیطان نے نسل جدید کو اس قدر موبائیل، لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، واٹ ساپ، فیس بک ......کا عادی بنا دیا ہے کہ اس نسل جدید کو ان چیزوں میں جو لذت محسوس ہو رہی ہے وہ نہ اپنے بیوی بچوں سے ہے نہ گھر اور خاندان سے ہے۔ گھر ٹوٹتا ہے تو ٹوٹے، خاندان بکھرتا ہے تو بکھرے، بیوی، بچوں سے تعلقات خراب ہوتے ہیں تو ہوں ......مگر ہاتھ سے موبائیل نہ چھوٹے۔ صحت خراب ہوتی ہے تو ہو۔ امتحان میں فیل ہوتے ہیں تو ہوں۔ نماز قضا ہوتی ہے تو ہو...... اسکرین سے نظر نہ ہٹے......

ہوسکتا ہے کوئی یہ سوال کرے تو کیا اس دور میں ان جدید ایجادات سے استفادہ نہ کیا جائے؟

علاج

جواب یہ ہے استفادہ کرنا منع نہیں ہے استفادہ کا طریقہ انداز اور مقدار کیا ہو۔ استعمال اس وقت تک درست اور صحیح ہے جب تک انسانی زندگی کے اعلیٰ مقاصد متاثر نہ ہوتے ہوں لیکن جب یہ چیزیں مقاصد پر اثر انداز ہونے لگیں۔ حقیقی زندگی کے بجائے خیالی زندگی میں مصروف کردیں تو بس وہیں سے ان کا استعمال درست نہیں ہے۔ ان وسائل کا استعمال اور ان سے استفادہ کرنا ایک الگ مسئلہ ہے اور ان کا اس قدر عادی ہو جانا کہ نشہ کی صورت اختیار کر لے یہ کسی بھی صورت میں مناسب نہیں ہے۔

انسانی زندگی میں گناہ ان لوگوں کے لئے لذت کا سبب ہے جو اس کے انجام سے ناواقف ہیں وہ لوگ جو صرف سانپ کی خوبصورت کھال دیکھ رہے ہیں اس کے نزدیک جا رہے ہیں اور جو اس کے اندر مہلک زہر کو دیکھ رہے ہیں وہ اس سے دور بھاگ رہے ہیں۔

گناہ کے اثرات

وہ حضرات جو دنیا اور آخرت پر یکساں نظر رکھتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ گناہوں کے کیا کیا اثرات ہوتے ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

بندہ اپنی گناہوں میں ایک گناہ کی بنا پر سو (۱۰۰) سال عذاب میں گرفتار رہے گا جب کہ اس کے عیال جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔[۱]

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

خداوند عالم نے یہ حتمی اور اٹل فیصلہ کرلیا ہے وہ اپنے بندے سے نعمت کو اس وقت تک سلب نہیں کرے گا جب تک وہ ایسی گناہ انجام نہ دے جس سے وہ خدا کی ناراضگی کا مستحق قرار پائے۔[۲]

یہ حدیث نہایت توجہ کی طالب ہے۔ اگر کل عبادت، مناجات، تلاوت قرآن کریم، صلہ رحم، کار خیر، کی توفیق مل رہی تھی اور یہ آج توفیق نہیں مل رہی ہے اس کی وجہ ہماری مصروفیات نہیں ہیں۔ کیونکہ اس طرح کی مصروفیات تو کل بھی تھیں مگر پھر بھی وقت مل جاتا تھا اور اگر آج یہ توفیق نہیں مل رہی ہے تو ہم سے کچھ ایسی گناہیں ضرور سرزد ہوئی ہیں جن کی بنا پر یہ توفیقات سلب ہوگئی ہیں۔

کل اگر اسلام دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا تھا اور آج وہ عزت وشرف نہیں ہے تو اس کی وجہ اسلام کی تعلیمات نہیں ہیں تا کہ یہ کہا

۱۔ جامع السعادات، ج ۳، ص ۴۷

۲۔ مآخذ سابق

جاسکے ہزاروں سال پرانی تعلیمات میں آج کے مسائل کا حل نہیں ہے۔ بلکہ اس کی وجہ مسلمانوں کی مسلسل گناہیں ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

خطا (گناہ) سے زیادہ کچھ اور چیز قلب کو تباہ و برباد نہیں کرتی ہے قلب گناہوں سے دوچار ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ گناہیں اس پر غالب آجاتی ہیں اور قلب الٹ جاتا ہے۔ [1]

جب کوئی چیز الٹ جائے تو منظر بالکل بدل جاتا ہے اعلیٰ پست اور پست اعلیٰ ہو جاتا ہے۔ جسے گناہوں اور خدا کی نافرمانی سے الجھن ہوتی تھی۔ عبادت و مناجات سے لذت محسوس ہوتی تھی مگر اب بات پلٹ گئی ہے۔ عبادت و مناجات میں دل نہیں لگتا اور گناہوں سے دل نہیں بھرتا ہے۔ پہلے غیبت، جھوٹ، تہمت سے نفرت تھی اگر کبھی ہو بھی گئی تو وہ استغفار کر لیتے تھے اور اب صورت حال یہ ہے کہ ان کے علاوہ کسی اور بات میں مزہ ہی نہیں آتا ہے۔ پلٹے ہوئے دل کا پھر اپنی اصلی حالت پر واپس آنا آسان نہیں ہے۔

آج ہر طرف پوری دنیا میں گرانی کا ذکر ہے آسمان پہ جاتی ہوئی قیمتوں سے ہر ایک پریشان ہے کوئی موسم کو ذمہ دار قرار دیتا ہے کوئی حکومت کو کوئی نظام کو۔ کوئی ذخیرہ اندوزی کو......

---

[1] مآخذ سابق

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

بندہ ایک گناہ انجام دیتا ہے اس سے رزق دور ہو جاتا ہے۔[۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

خداوند عالم فرماتا ہے جب کوئی بندہ میری اطاعت و فرمانبرداری پر اپنی خواہشات کو ترجیح دیتا ہے تو کم سے کم اس کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہوں اس کو اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔[۲]

ایک اور روایت میں امام علیہ السلام نے فرمایا:

کوئی درد نہیں ہوتا کوئی تکلیف نہیں ہوتی کوئی مرض نہیں ہوتا مگر گناہ کی بنا پر۔

خداوند عالم اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

جو بھی مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کی بنا پر ہے جب کہ خدا بہت زیادہ باتوں کو معاف کر دیتا ہے۔[۳]

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

۱۔ مآخذ سابق

۲۔ مآخذ سابق، ص ۴۸

۳۔ سورۂ شوریٰ، آیت ۳۰

خدا زیادہ معاف کرتا ہے سزا کم باتوں پر دیتا ہے۔[۱]

ایک روایت میں اس طرح ہے:

انسان ایک گناہ انجام دیتا ہے جس کی بنا پر وہ نماز شب سے محروم ہو جاتا ہے۔[۲]

برے کام کا اثر گوشت پر چاقو کے اثر سے زیادہ ہے۔[۳]

ان روایتوں پر غور کریں ہم اور آپ جائزہ لیں ہر ایک بدلے ہوئے حالات کا شکوہ کر رہا ہے۔ازدواجی زندگی ہر روز مشکلات کا شکار ہو رہی ہے۔طلاق کی تعداد ہر روز بڑھ رہی ہے۔اختلافات میں روزانہ اضافہ ہو رہا ہے۔زندگی کی شیرینیاں تلخیوں میں تبدیل ہو رہی ہیں۔اولاد نافرمان ہو رہی ہے۔رشتہ داریاں ٹوٹ رہی ہیں۔گھر خاندان بکھر رہے ہیں۔قتل و غارت گری عام ہو رہی ہے، امن و امان رخصت ہو رہا ہے۔ہر طرف خوف و ہراس ہے۔

جبکہ دوسری طرف ہر روز ایک نئی چیز ایجاد ہو رہی ہے دولت پیسہ میں اضافہ ہو رہا ہے۔کچے مکانات کئی منزلہ پختہ مکانوں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ہر ایک کے پاس کار نہیں کاریں ہیں۔بینک بیلنس بھی اچھا خاصہ ہے اس کے باوجود حالات اس قدر خراب ہیں۔

۱۔ مآخذ سابق

۲۔ مآخذ سابق، ص ۴۸

۳۔ مآخذ سابق

ان روایتوں کی روشنی میں اس کی وجہ یہ ہے انسان ہر روز اطاعت و عبادت خداوندی سے دور ہو رہا ہے گناہوں نافرمانیوں اور معاصی سے قریب ہو رہا ہے۔

کہا جاتا ہے آج کل مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوئی ہیں۔زیادہ تر جوان نظر آتے ہیں۔یقیناً یہ بات بہت عمدہ ہے اور لائق شکر و سپاس ہے۔مگر اس کا دوسرا رخ بھی تو دیکھیں گناہوں کے مراکز، نائٹ کلب، بار، سینما گھر......اس سے کہیں زیادہ آباد ہیں وہاں جوانوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ایک مذہبی پروگرام منعقد کیجئے اور ایک موسیقی اور......کا۔پھر دیکھئے آپ کو تعداد کہاں زیادہ نظر آتی ہے۔کہاں نیک کام میں چندہ دینے سے بخل سے کام لیتا ہے اور بڑی مشکل سے ایک معمولی سی رقم نکلتی ہے اور کہاں کثیر رقم آسانی سے دے دی جاتی ہے۔آج مفت کی عبادت و ثواب میں وہ مزہ نہیں ہے جو پیسہ خرچ کر کے گناہ کرنے میں ہے۔

کثرت گناہ

گناہ کی کثرت کی ایک وجہ یہ ہے اس دور میں کثرت گناہ کی بنا پر گناہ کی اہمیت کم ہوگئی ہے بلکہ اس کی طرف توجہ بھی نہیں ہے۔مثلاً میوزک ایک گناہ ہے وہ کم ہو یا زیادہ ہو بہر حال گناہ تو ہے۔آج ہر گھر میں ٹی وی ہے اچھے پروگرام کے درمیان جو وقفہ وقفہ سے اشتہارات کا پروگرام ہوتا ہے اس میں کس قدر میوزک ہوتی ہے کس قدر حرام تصویریں دکھائی جاتی ہیں کیا

اس دوران ہم ٹی وی بند کر دیتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیا یہ وقفہ وقفہ سے مسلسل گناہ نہیں ہو رہی ہے۔گناہ کے اثر انداز ہونے کے لئے یہ ضروری تو نہیں کہ ہم جان بوجھ کر عمداًو اختیاراً اس کے اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے گناہ انجام دیں۔گناہ گناہ ہے اگر گناہ کے اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے گناہ انجام دیں تو یہ صرف گناہ نہیں ہے بلکہ یہ سرکشی ہے بغاوت ہے جہاں گناہ کے علاوہ سرکشی و بغاوت کا بھی عذاب ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خطاؤں اور گناہوں کے نشے سے دور رہو خطاؤں کا نشہ بھی شراب کے نشہ کی طرح ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے۔خداوند عالم فرماتا ہے: بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں یہ واپس نہیں آئیں گے۔[1]

شرابی کو جب تک شراب نہیں ملتی اس وقت تک وہ بے چین رہتا ہے شراب پی لیتا ہے خوش ہو جاتا ہے اسی طرح جو گناہوں کے عادی ہو گئے ہیں ان کو جو لذت گناہوں میں ملتی ہے جو مزہ غیبت میں آتا ہے وہ لطف عبادت و اطاعت اور ذکر خیر میں نہیں آتا ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

اے فرزند آدم تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا میں نعمتیں نازل کر کے محبت کا برتاؤ کرتا ہوں تو گناہیں کر

---

[1] میزان الحکمہ، ص ۴۶، ح ۱۸۸۰

کے مجھے ناراض کرتا ہے۔میری طرف سے اچھائیاں نازل ہوتی ہیں تیری طرف سے برائیاں آتی ہیں۔روزانہ رات دن فرشتے تیری گناہوں کی خبر لاتے ہیں۔اگر تم اپنا تذکرہ دوسروں کی زبانی سنتے اور نہ جانتے یہ کس کی صفات بیان کی جارہی ہیں تو بہت جلد اس سے ناراض ہو جاتے۔[1]

اگر ہم ذرا بھی غور کریں ہم جس کے ساتھ مسلسل اچھا برتاؤ کر رہے ہیں احسان کر رہے ہیں اور وہ مسلسل ہمیں ستا رہا ہے تو ہمارا فیصلہ اس کے بارے میں کیا ہو گا؟ حضرت علی بن ابیطالب علیہما السلام فرماتے ہیں:

اگر خداوند عالم نے گناہوں پر عذاب کا وعدہ نہ بھی کیا ہوتا تب بھی نعمتوں کے شکرانہ کا تقاضا ہے کہ گناہ نہ کی جائے۔[2]

یعنی گناہ نہ کرنا شرافت کا تقاضہ ہے۔اگر ہم اپنے گرد خدا کی نعمتوں کا حساب کریں تو ساری زندگی شمار نہیں کر سکیں گے۔جب قدم قدم خدا کی نعمتیں ہیں تو گناہیں کس بنا پر۔ایک طرف سے گناہوں سے دوری اختیار کرنے پر تیار نہیں ہیں اور دوسری طرف سے یہ بھی شکوہ ہے کہ دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں روایت میں ہے:

۱۔ بحار الانوار، ج ۸۳، ص ۳۵۲

۲۔ نہج البلاغہ، حکمت ۲۹۰

بندہ خدا سے حاجت طلب کرتا ہے دعا کرتا ہے اور اس دعا کو قبول ہونا ہے مگر وہ بندہ گناہ کرتا ہے خداوند عالم فرشتے سے کہتا ہے اُس کی حاجت پوری نہ کرو کیونکہ اس نے میری ناراضگی کے اسباب فراہم کئے ہیں۔ ۱؎

یعنی بسا اوقات دعائیں قبولیت کی سرحد تک پہنچ جاتی ہیں مگر گناہیں ان کو عملی ہونے سے روک دیتی ہیں۔ مسلسل ایک حاجت طلب کر رہے تھے گڑگڑا کر دعا مانگ رہے تھے اس دعا کی قبولیت کا فیصلہ بھی ہو چکا تھا۔ مگر عین وقت پر ایک گناہ ایسی سرزد ہوئی کہ سب پر پانی پھر گیا۔ مولائے کائنات امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے دعائے کمیل میں گناہوں کے اثرات اس طرح بیان فرمائے ہیں:

جناب علامہ ابن فہد حلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''عدۃ الداعی'' ص ۲۴۷ پر بعض گناہوں کے اثرات اس طرح بیان فرمائے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الذُّنُوبَ الَّتِیْ تَھْتِكُ الْعِصَمَ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الذُّنُوبَ الَّتِیْ تُنْزِلُ النِّقَمَ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الذُّنُوبَ الَّتِیْ تُغَیِّرُ النِّعَمَ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الذُّنُوبَ الَّتِیْ تَحْبِسُ الدُّعَاءَ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الذُّنُوبَ الَّتِیْ تُنْزِلُ الْبَلَاءَ ۲؎

<u>وہ گناہیں جو نعمتوں کے زوال کا سبب ہوتی ہیں:</u> جاننے

۱؎ کافی، ج ۲، ص ۲۷۱

۲؎ دعائے کمیل

والے کا گناہ کرنا، لوگوں کا مذاق اڑانا۔

وہ گناہیں جو دامن کردار کو چاک کر دیتی ہیں: شراب پینا، جوا کھیلنا، بلا وجہ لوگوں کو ہنسانا، لوگوں کے عیوب بیان کرنا۔ مشکوک لوگوں کے ساتھ بیٹھنا۔

وہ گناہیں جن کی بنا پر بلائیں نازل ہوتی ہیں: فریادی کی فریاد نہ سننا، مظلوم کی مدد نہ کرنا، امر بالمعروف اور نہی از منکر کے فریضہ کو ادا نہ کرنا۔

وہ گناہیں جو دشمنوں کو قوی کر دیتی ہیں: علیٰ الاعلان ظلم کرنا، علی الاعلان گناہ کرنا، حرام کو حلال سمجھنا۔ نیکو کاروں کی مخالفت کرنا، برے لوگوں کا کہنا ماننا۔

وہ گناہیں جو موت کو قریب کر دیتی ہیں: قطع رحم، جھوٹی قسم، جھوٹ بولنا، بدکاری، مسلمانوں کا راستہ روکنا، ناحق امامت کا دعویٰ کرنا۔

وہ گناہیں جن کی بنا پر ہوا تاریک ہوجاتی ہے: جادو، کہانت، ستاروں پر ایمان لانا، قدر خداوندی کی تکذیب کرنا، عاق والدین ہونا۔

وہ گناہیں جو پردوں کو چاک کر دیتی ہیں: ادائیگی کی نیت کے بغیر قرض لینا، خرچ میں اسراف کرنا، اپنے بال بچوں اور رشتہ داروں کے ساتھ بخل سے کام لینا، بد

اخلاقی، بے صبری، کاہلی، بدمزاجی، دینداروں کی توہین کرنا۔

<u>وہ گناہیں جن کی بنا پر دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں:</u> بد نیتی، بدفکری، بھائیوں کے ساتھ نفاق سے پیش آنا، دعاؤں کی قبولیت پر اعتماد نہ رکھنا، واجب نمازوں کی ادائیگی میں اتنی تاخیر کرنا کہ وقت نکل جائے۔

خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو دامن کردار کو تارتار کر دیتی ہیں۔

خدایا بخش دے ان گناہوں کو جن کی بنا پر پریشانیاں نازل ہوتی ہیں۔

خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو نعمتوں کے بدلنے اور سلب ہونے کا سبب ہوتی ہیں۔

خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو دعاؤں کے قبول ہونے سے روک دیتی ہیں۔

خدایا بخش دے ان گناہوں کو جن کی بنا پر بلائیں نازل ہوتی ہیں۔

شب عرفہ کی دعا میں کچھ اس طرح ہے:

خدایا! بخش دے ان گناہوں کو جو نعمتوں کو تبدیل کر دیتی ہیں۔

خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو شرمندگی کا سبب ہیں۔
خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو بیماریوں کا سبب ہیں۔
خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو دامن کردار کو چاک کر دیتی ہیں۔
خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو دعاؤں کو پلٹا دیتی ہیں۔
خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو بارش کو روک دیتی ہیں۔
خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو موت کو قریب کر دیتی ہیں۔
خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو شقاوتوں کا باعث ہیں۔
خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو ہواؤں کو تاریک کر دیتی ہیں۔
خدایا بخش دے ان گناہوں کو جو پردوں کو چاک کر دیتی ہیں۔
خدایا ان گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی اور معاف نہیں کر سکتا ہے۔[1]

---

[1] دعائے شب عرفہ

گناہوں کے اثرات صرف انہیں چند باتوں میں منحصر نہیں ہیں

ذرا اس روایت پر غور کریں:

نہ تو گناہوں میں منہمک رہو اور نہ ہی گناہوں کو ہلکا سمجھو کیوں کبھی کبھی اس قدر بدبختی اور خذلان کا سبب ہوتی ہیں کہ انسان اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور اس کے وصی کی ولایت کا انکار کر دیتا ہے بلکہ آگے چل کر توحید کے انکار اور الحاد سبب ہوتی ہیں۔[۱]

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ ﴿١٠﴾[۲]

گناہ انجام دینے والوں کا انجام یہ ہوا کہ انہوں نے آیات الٰہی کی تکذیب کی اور اس کا مذاق اڑایا۔

خداوند عالم کی عظیم ترین آیت ونشانی اہل بیت علیہم السلام کی حقانیت اور ان کی امامت و ولایت ہے۔ لیکن گناہوں پر گناہیں خطاؤں پر خطائیں اس منزل تک پہونچا دیتی ہیں کہ انسان ان کا انکار کرنے لگتا ہے۔ یہ آیات الٰہی کا انکار ابدی عذاب کا سبب ہوگا۔

۱۔ بحار الانوار، ج ۷۳، ص ۳۶۰

۲۔ سورۂ روم (۳۰): آیت ۱۰

قبولیت دعا

روایتوں میں ہے اگر دعا مانگتے وقت آنسو نکل آئیں تو یہ دعا کی قبولیت کی علامت ہے۔ گناہیں آنسوؤں کو خشک کر دیتی ہیں۔ روایت میں ہے:

جب دل سخت ہو جاتا ہے آنسو سوکھ جاتے ہیں اور دل گناہوں کی کثرت سے سخت ہوتا ہے۔ ۱؎

روایتوں میں بعض گناہوں کے خاص اثرات بیان کئے گئے ہیں۔ وہ گناہیں جو سزا کو قریب کر دیتی ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

تین گناہیں عذاب کو قریب کر دیتی ہیں اور آخرت تک مہلت نہیں دیتی ہیں: ۱۔ عقوق والدین۔ ۲۔ لوگوں پر ظلم وستم۔ ۳۔ نعمتوں کی ناشکری۔ ۲؎

وہ شخص جس کے ساتھ تم نیکی کرو وہ تمہاری نیکی کا بدلہ برائی سے دے۔

وہ شخص جس پر تم ظلم وستم نہ کرو اور وہ تم پر ظلم وستم کرے۔

وہ شخص جس کے عہد و پیمان کو تم پورا کر دو اور وہ عہد شکنی کرے۔

۱؎ تنبیہ الخواطر، ج ۲، ص ۱۱۸

۲؎ میزان الحکمہ، ج ۴، ح ۱۹۰۲

وہ شخص جس کے ساتھ تم صلہ رحم کرو اور وہ قطع رحم کرے۔[1]

بغاوت قطع رحم اور جھوٹی قسم اس کی سزا جلدی ملتی ہے۔[2]

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم بعض گناہوں کو معمولی قرار دیتے ہیں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

گناہوں کو معمولی خیال کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ان کے بارے میں باز پرس کی جائیگی۔[3]

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے میدان میں اترے جہاں جھاڑیاں نہیں تھیں آپ نے فرمایا جس کو جو ملے وہ چن کر لائے لوگ ڈھونڈ ڈھونڈ کر لاتے تھے دیکھتے دیکھتے اچھی خاصی لکڑیاں جمع ہوگئیں آنحضرتؐ نے فرمایا:

گناہیں بھی اسی طرح ہیں۔[4]

جس گناہ کو انسان معمولی خیال کرتا ہے نہ اس پر شرمندہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے لئے استغفار کرتا ہے رفتہ رفتہ اس طرح کی گناہیں جمع ہوتے ہوتے ایک پہاڑ بن جاتی ہیں اور اس وقت یہ پہاڑ سامنے آتا ہے جب

---

[1] مآخذ سابق، ح ۱۹۰۳

[2] مآخذ سابق

[3] مآخذ، ج ۴، ص ۱۸۹۲

[4] کافی، ج ۲، ص ۲۸۸

استغفار کا وقت نکل چکا ہوتا ہے۔ اب گناہیں ہیں، شرمندگی اور استغفار کا وجود نہیں ہے نتیجہ میں بس عذاب ہے۔ جس کو برداشت کرنا آسان نہیں ہے۔

گناہ کو ہلکا سمجھنا

حضرت علی بن ابیطالب علیہما السلام فرماتے ہیں:

خدا کے نزدیک وہ گناہ عظیم گناہ ہے جس کو انجام دینے والا چھوٹا سمجھے۔[۱]

آپ علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

ایک عظیم گناہ ناحق مسلمان کا مال لینا ہے۔[۲]

اپنے عیوب سے ناواقف رہنا بھی بڑا گناہ ہے۔[۳]

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

گناہ انجام دے کر خوش مت ہو گناہ پہ خوش ہونا گناہ انجام دینے سے زیادہ بدتر ہے۔"[۴]

مال حاصل کرنا دولت جمع کرنا کمال نہیں ہے حلال اور جائز طریقے سے حاصل کرنا کمال ہے۔ ہوشیار وہ نہیں ہے جو حیلہ حوالے بہانے

---

۱ غرر الحکم، ح ۳۹۴۱

۲ تحف العقول، ص ۳۱۶

۳ بحار الانوار، ج ۷۸، ص ۹۱

۴ بحار الانوار، ج ۷۸، ص ۱۰

...... سے دوسروں کا مال لے لے ہوشیار وہ ہے جس کی گردن پر کسی دوسرے کا حق اور مال نہ ہو۔

ملاقات امام سے محرومی

ہمیں کبھی کبھی یہ احساس ہوتا ہے جب ہمارے امام زمانہ علیہ السلام ہمارے لئے باپ سے زیادہ شفیق اور ماں سے زیادہ مہربان ہیں تو ہمیں ان کی بارگاہ میں حاضری کا سبب کیوں نصیب نہیں ہوتا ہے؟ ایک بزرگ نے اس سلسلہ میں یوں بیان فرمایا ہے:

"آپ کو امام علیہ السلام کا انتظار کرنا چاہئے۔ آپ نے اپنے گھر ایک بزرگ کی دعوت کی ہے۔ ان کے آنے میں تاخیر ہوتی ہے، آپ بے چین ہو جاتے ہیں۔ کبھی دروازہ تک جاتے ہیں۔ کبھی صحن میں نکل آتے ہیں، ٹہلنے لگتے ہیں، فون کر کے دریافت کرتے ہیں۔ کسی کو روانہ کرتے ہیں۔ اپنے فرزند یا نوکر سے کہتے ہیں "دیکھو وہ کہاں رہ گئے"۔ اسے کہتے ہیں انتظار۔ گھر صاف کرتے ہیں، جھاڑو دیتے ہیں، دھوتے ہیں، خاطر داری کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔ کھانا تیار کراتے ہیں، مٹھائیاں لاتے ہیں۔ بہر حال جب ان کے آنے میں تاخیر ہوتی ہے آپ بے چین ہو جاتے ہیں، پریشان ہو جاتے ہیں۔ آیا امام زمانہ علیہ السلام کے تعلق سے ایسی کوئی کیفیت آپ میں پائی جاتی ہے؟

ہم نے امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے خود کو

کس قدر پاک وصاف کیا ہے؟ ہر کثیف ونجس کی گندے کی رسائی تو امام تک نہیں ہوگی۔ وہ شخص جو سر سے پیر تک آلودہ ہے نجس ہے کثیف ہے بادشاہ کے دربار تک اس کی رسائی نہیں ہے اس کو دربار میں جانے کی اجازت نہیں ملتی ہے۔ اگر اس کو ملاقات کرنا ہے تو پہلے اس کو پاک وصاف کرتے ہیں، نہلاتے دھلاتے ہیں صاف ستھرے کپڑے پہناتے ہیں خوشبو اور عطر لگاتے ہیں پھر دربار تک راستہ دیتے ہیں۔ جو کثیف ہے گندہ ہے۔ بدبودار ہے اس کو شاہ کی نوکری اور غلامی کا شرف نصیب نہیں ہوتا ہے۔

کیا ہم اس نجس قلب، ناپاک روح، آلودہ دل، دنیا کی محبت میں غرق فکر وخیال کے ساتھ یہ لیاقت رکھتے ہیں معصوم اور بے نقص و بے عیب پاک و پاکیزہ، امام عصر علیہ السلام کی خدمت اقدس ونورانی میں حاضر ہوں سکیں۔ غیبت کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، تہمت لگاتے ہیں، نامحرموں کو دیکھتے ہیں، سود کھاتے ہیں اپنے نوکروں اور کمزوروں پر ظلم وستم کرتے ہیں، زیادتی کرتے ہیں، لوگوں کے حقوق پامال کرتے ہیں، اہل وعیال کا حق، اولاد کا حق، رشتہ داروں کا حق، پڑوسیوں کا حق......سب کو نظر انداز کرتے ہیں سب کو پامال کرتے ہیں سراپا عیوب میں غرق۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی کثافت، نجاست اور گندگی ہے۔ وہ شخص جو گندے نالے میں گر گیا ہو اس کی نجاست اور گندگی روح کی نجاست وکثافت سے کہیں کم ہے۔ نالے میں گرے ہوئے شخص کی گندگی نہانے دھونے سے دور ہو جائیگی مگر روح کی کثافت معاذ اللہ۔ قلب کی آلودگی العیاذ باللہ۔ فکر وخیال کی نجاست پناہ بخدا

......کیاان کثافتوں اور گندگی کے ساتھ امام عصر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری اور ان کی خدمت گذاری کے لائق ہیں؟ امام علیہ السلام ان لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں ان کو اپنی جھلک دکھاتے ہیں جو پاک ہوتے ہیں۔

محبت کی ایک علامت محبوب کے رنگ میں رنگ جانا ہے۔ اگر ہم امام زمانہ علیہ السلام کو چاہتے ہیں ان کو عزیز رکھتے ہیں تو کس قدر ان سے مشابہت رکھتے ہیں؟ کس قدر ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں؟ امام علیہ السلام راتوں کو بیدار ہیں، نماز شب پڑھتے ہیں، عبادت کرتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں، وہ سال بھر راتوں میں عبادت کرتے ہیں اور ہم...... وہ نماز اول وقت پڑھتے ہیں۔ امام علیہ السلام غیبت نہیں کرتے، جھوٹ نہیں بولتے ہیں، ناجائز مال استعمال نہیں کرتے ہیں، نامحرموں پر نگاہ نہیں ڈالتے ہیں، لوگوں کے مال میں خیانت نہیں کرتے ہیں، لوگوں پر ظلم وستم و زیادتی نہیں کرتے ہیں۔ اور ہم...... کیا اس کے بعد بھی یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ امام عصر علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں رسائی ہو۔

جس کو حضرت ولی عصر علیہ السلام کی خدمت غلامی اور نوکری کی تمنا ہے اس کی ذمہ داری ہے خود کو پاک صاف کرے بدن سے زیادہ قلب، روح، فکر کو پاک وصاف کرے، یہی تہذیب نفس انتظار ہے۔ وہی صحیح معنوں میں انتظار کر رہا ہے جو اپنے نفس و کردار و اخلاق کی اصلاح کر رہا ہے۔"

بہر حال ارتکاب گناہ اور انتظار میں کوئی ربط نہیں ہے۔

اب گناہ تو ہوگئی ہمارا دفتر اعمال گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ اب کیا

کریں؟ اس کا تدارک کیا ہے؟ اسکا علاج کیا ہے؟ میدان قیامت میں سب کے سامنے ہمارا تمام اعمال پیش کئے جائیں گے۔ شرمندگی ہوگی ندامت ہوگی، ذلت و رسوائی ہوگی۔ اس ذلت و رسوائی سے بچنے کی کوئی صورت ہے؟ شرمندگی وندامت سے نجات کی کوئی سبیل ہے؟

جی ہاں ہے اور بہت ہی وسیع و آسان راستہ ہے۔ مہلک مرض کا بہت آسان علاج ہے۔ اور سو فیصد کامیاب علاج ہے۔ اور وہ ہے ''توبہ''، ''استغفار''۔

توبہ

توبہ یعنی رجوع کرنا، واپس آنا، گناہوں سے اطاعت کی طرف آنا، عصیاں وسرکشی سے فرمانبرداری کی طرف واپس آنا۔ جن حدود سے تجاوز کرلیا ہے ان حدود میں واپس آنا۔ بارگاہ خداوندی کی دوری سے اس کی قربت کی طرف واپس آنا۔ اور اس طرح واپس آنا جو کچھ گذر چکا ہے اس پہ دل کی گہرائیوں سے شرمندہ ہونا اور آئندہ نہ کرنے کا مستحکم اور مصمم ارادہ کرنا۔ گذشتہ گناہوں پر واقعاً شرمندہ ہونا، نادم ہونا، ''توبہ'' ہے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم و ارادہ ''تقویٰ'' ہے۔ خداوند عالم دونوں کو بے حد دوست رکھتا ہے، بے پناہ چاہتا ہے۔ اور توبہ کرنے والوں کو بھی عزیز رکھتا ہے اور صاحبان تقویٰ کو بھی دوست و عزیز رکھتا ہے۔ توبہ صرف شرمندگی نہیں ہے یعنی شرمندہ ہوجانا کافی نہیں ہے۔ گناہ کے اعتبار سے توبہ کے تقاضے ہیں۔ واجب ترک کیا ہے۔

حرام کاارتکاب کیا ہے۔ دوسروں کا حق لیا ہے۔

واجب ترک کیا ہے۔نماز نہیں پڑھی، روزہ نہیں رکھا، حج نہیں کیا، خمس ادا نہیں کیا، بیوی کا نفقہ نہیں دیا......

اس طرح کے مسائل میں گذشتہ کی گناہوں پر شرمندگی کے ساتھ ساتھ ان کی ادائیگی لازم وضروری ہے۔صرف شرمندگی کافی نہیں ہے۔جتنی نمازیں روزے قضا ہوئے ہیں سب کو باقاعدہ ادا کرنا ضروری ہے، جو خمس ہمارے ذمہ میں ہے اس کو پورا پورا ادا کرنا ہے۔حج کرنا ہے۔جتنے دن بیوی کا نفقہ نہیں دیا اس کو ادا کرنا......

حرام کاارتکاب کیا ہے: غیبت کی ہے، جھوٹ بولا ہے، نامحرم پر نگاہ کی ہے، داڑھی منڈائی ہے، نجس غذائیں کھائیں ہیں، حرام مناظر دیکھے ہیں ...... یہاں توبہ کی صورت یہ ہے کہ گذشتہ اعمال پر خدا کی بارگاہ میں واقعاً شرمندہ ہونا اور آئندہ نہ کرنے کا مستحکم اور مصمم ارادہ۔آئندہ حرام کام انجام نہ دینا گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

دوسروں کا حق لیا ہے: یہاں گذشتہ پر شرمندگی اور آئندہ نہ کرنے کا عزم و ارادہ کے علاوہ صاحبان حقوق سے معافی مانگنا۔اگر زمین لی ہے تو واپس کرنا، پیسہ لیا ہے تو واپس کرنا، تہمت لگائی تو اس کی بے گناہی کا اعتراف کرنا اور ضرورت کے وقت اعلان کرنا۔اگر زمین جائیداد پر ناجائز قبضہ کرلیا ہے تو اس کو واپس کرنا۔ یا صاحبانِ زمین و جائیداد سے ان کی مرضی کے مطابق خریدنا...... چوری کا مال ان کے مالکوں کو واپس کرنا، حقوق

الناس کے تعلق سے صرف شرمندگی توبہ نہیں ہے بلکہ صاحبان حقوق کو ان کے حق واپس کرنا اور ان کو راضی کرنا ضروری ہے۔

جس خدا نے گناہوں پر سخت ترین عذاب کا ذکر کیا ہے طرح طرح کے دردناک ذلت آمیز عبرتناک عذاب کا ذکر کیا ہے اسی خدا نے اپنی رحمت و کرم سے گنہگاروں کے لئے "توبہ" کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اور ان کو عزت و وقار سے بھی نوازا ہے۔ ذیل میں اختصار کے پیش نظر صرف چند آیتوں اور حدیثوں کا ذکر کرتے ہیں۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴿۲۲۲﴾ [۱]

یقیناً خداوند عالم توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور پاک و پاکیزہ رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ وَ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ [۲]

توبہ کرنے والا خدا کا محبوب ہے اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے کوئی گناہ ہی انجام نہیں دی ہے۔ توبہ کرنے والا گویا بے گناہ ہے۔

۱۔ سورۂ بقرہ (۲): آیت ۲۲۲

۲۔ جامع السعادات، ج ۳، ص ۶۵

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

خداوند عالم توبہ کرنے والے سے اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے اس قدر اس کو عزیز رکھتا ہے، جیسے وہ شخص جس کا مال و سواری اندھیری رات میں غائب ہو جائے اور پھر مل جائے۔ جس قدر اس شخص کو اپنا مال و سواری ملنے کی خوشی ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ خدا اس بندہ سے خوش ہوتا ہے جو اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے۔ ۱ے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب بندہ خدا کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کرتا ہے خدا اس کو دوست رکھتا ہے اور اس پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ دریافت کیا گیا کس طرح پردہ ڈال دیتا ہے۔ فرمایا! جن دو فرشتوں نے اس کی گناہیں لکھی ہیں وہ ان کے دفتر سے نکال دیتا ہے۔ اس کے اعضاء و جوارح اور زمین کو حکم دیتا ہے اس کی گناہوں کو پوشیدہ رکھو۔ ۲ے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

خداوند عالم نے توبہ کرنے والوں کو تین ایسی خصوصیات عطا فرمائی ہیں اگر وہ تمام اہل زمین اور اہل آسمان کو

۱ے ماخذ سابق

۲ے مآخذ سابق

عطا فرماتا تو سب کے کے سب نجات پا جاتے۔

(۱) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ [۱]

یقینا خداوند عالم توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔اور پاک و پاکیزہ رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۲) اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۷﴾

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ﴿۸﴾

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۧ﴿۹﴾ [۲]

وہ فرشتے خدا کے عظیم عرش کو اپنے دوش پر اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ فرشتے جو ان کے ہمراہ ہیں یہ خدا کی تسبیح اور حمد میں مشغول ہیں یہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور

---

[۱] سورۂ بقرہ (۲): آیت ۲۲۲

[۲] سورۂ مومن (۴۰): آیات ۷-۹

صاحبان ایمان کے لئے "استغفار" کرتے ہیں خدایا تیرا علم و رحمت ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں کو معاف کر دے جو توبہ کر رہے ہیں اور جو تیرے راستہ پر چل رہے ہیں ان لوگوں کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

پروردگارا ان لوگوں کو اس جنت عدن میں داخل کر دے جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ ان کے نیک والدین کو ان کے ہمسروں کو اور ان کی ذریت کو یقینا تو عزت و حکمت والا ہے۔

خدایا ان مومنین کو گناہ کرنے سے محفوظ رکھ اور جس کو تو نے گناہ کرنے سے بچا لیا اس پر تیری بڑی رحمت ہے بڑا کرم ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(۳) وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ۖ

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ ؎۱

؎۱ سورۂ فرقان (۲۵): آیات ۶۸-۷۰

وہ لوگ جو کسی کو خدا کا شریک قرار نہیں دیتے ہیں اور کسی محترم شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے ہیں اور بدکاری نہیں کرتے ہیں اور یہ جو یہ کام کرے گا اس کو اس کی سزا ملے گئی۔

قیامت میں اس کا عذاب دوگنا ہوگا اور وہاں ذلت کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔

مگر وہ لوگ جنھوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیے یہ وہ لوگ ہیں خدا ان کی گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور خدا بہت زیادہ گناہوں کو معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

ان آیتوں کی غور سے بار بار تلاوت کریں اور دیکھیں خداوند عالم اپنے گناہگار بندوں کے حق میں کس قدر مہربان ہے اور کس قدر ان کو عزیز و دوست رکھتا ہے۔

کیا اس محبت و عزت کے باوجود انسان کو توبہ کرنے میں کوتاہی کرنا چاہیے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو موت کے ایک سال قبل توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے۔

پھر فرمایا یہ تو زیادہ ہے۔

جو موت سے ایک ماہ قبل توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے۔

پھر فرمایا ایک ماہ زیاد ہے۔

جو موت سے ایک جمعہ پہلے توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے۔

پھر فرمایا ایک جمعہ (ہفتہ) زیادہ ہے۔

جو موت سے ایک دن پہلے توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے۔

پھر فرمایا ایک دن بھی زیادہ ہے۔

جو ملک الموت کو دیکھنے سے پہلے توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے۔[1]

جناب آدم علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا:

خدایا تو نے شیطان کو ہم پر مسلط کیا ہے وہ ہمارے خون میں دوڑتا ہے خدایا میرے لئے کچھ قرار دے۔

خدا نے فرمایا: اے آدم! میں نے تمہارے لئے یہ چیزیں قرار دی ہیں تمہاری اولاد میں جو گناہ کا ارادہ کرے گا اس کی گناہ نہیں لکھی جائے گی۔ جب وہ گناہ انجام دے گا تو بس ایک گناہ لکھی جائے گی اور جب کوئی

---

[1] جامع السعادات، ج ۳، ص ۶۷

کسی نیکی کا ارادہ کرے گا تو ایک نیکی لکھ دی جائے گی
جب اس نیکی پر عمل کرے گا تو دس نیکیاں لکھی جائیگی۔
اور جو گناہ کرنے کے بعد استغفار کرے گا اس کی توبہ قبول ہوگی۔

خدایا کچھ اور اضافہ فرما۔ فرمایا:

میں نے ان کے لئے توبہ قرار دی ہے اور اس وقت تک توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے جب تک جان گلے تک نہ آجائے۔ خدایا اتنا کافی ہے۔ [1]

امام علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص دن رات چالیس گناہ کبیرہ انجام دیتا ہے اگر شرمندگی اور ندامت کے ساتھ اس طرح استغفار کرے تو خدا اس کی گناہ معاف کردے گا۔

وہ استغفار یہ ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَ الْکِرَامِ وَ اَسْئَلُهٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیَّ

اگر کوئی شخص ایک دن میں چالیس سے زیادہ گناہیں

---

[1] ماخذ سابق، ص ۶۷-۶۸

انجام دے تو اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔[1]

خداوند عالم ان لوگوں کو قبول کرتا ہے اور ان کو قربت و منزلت عطا کرتا ہے جن کے دل پاک صاف ہوں خدا صاف ستھرے قلب کو پسند کرتا ہے قربت عطا کرتا ہے قیامت میں نعمتوں سے مالا مال کرتا ہے عظمت و درجات عنایت فرماتا ہے۔

جب خدا نے یہ دل پیدا کیا تھا اس وقت صاف ستھرا پاک و پاکیزہ تھا گناہوں نے اس کو داغدار اور تاریک بنا دیا ہے نورانی کو ظلمانی بنا دیا ہے۔

توبہ ان دھبوں کو داغوں کو پاک، صاف کرنے کا نام ہے نیکیوں کے نور کے ساتھ گناہوں کا اندھیرا باقی نہیں رہتا ہے سورج کی روشنی میں رات کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ گندگی پانی اور صابون سے دور ہو جاتی ہے۔

اگر واقعاً صدق دل سے مستحکم ارادے سے توبہ کی جائے تو دل پھر سے نورانی ہو جائے گا۔ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوری قربت و محبت میں تبدیل ہو جائے گی۔

خدا ہم سب کو محمد و آل محمد علیہم السلام کے صدقے میں گناہوں سے دور رہنے توبہ و استغفار کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی ایسی توفیق کرامت فرمائے جو ہمارے امام، آقا، ولی، سردار، مہربان، امام زمانہ علیہ السلام کی خوشنودی کا سبب ہو اور توبہ کہ بعد ان کے غلاموں میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہو۔ آمین۔

---

[1] ماخذ سابق